

اِحکام القرآن

معانی القرآن لِلْفَرَاءِ کی روشنی میں

~~~~~ علماء مرتضی ازاد ~~~~

ازاد کی تفسیر معانی القرآن میں صرفلغوی اور نحوی ابجات ہی نہیں، اس کتاب میں مسائل فقہ اور اختلاف فقهاء سے متعلق بعض ایسے موارد موجود ہیں جو طویل ترین ابجات سے بے نیاز کر دیتے ہیں۔ احکام اور قوانین کے استنباط دوستخراج کے لئے علمائے امت نے قرآن و احادیث کی روشنی علی الترتیب ان چار مصادر پر اعتماد کیا ہے:-

کتاب اللہ، سنت رسول اللہ، اجماع اور قیاس۔

استخراج قوانین کے لئے مصادر کی یہ ترتیب اتنی منطقی اور عقلی ہے کہ اس میں کمی بیشی یاد رکھی جائے۔ فقهاء کرام، اللہ تعالیٰ انہیں ان کی مسامی جمیلہ کا جعیف عطا فرمائے۔ جتنے محتاط تھے اتنے ہی ذہین بھی تھے۔ اس ذاتت کی حدود میرے خیال میں بخت سے بڑھ کر انشراح صدر اور الہام تک جانپھی ہیں الفتاوی کے ماحول کو ایک ہر تہ بچھوٹم تصویسے دیکھنے کے لئے مندرجہ ذیل ائمہ فقہ کی تاریخ دلاؤت اور تاریخ وفات پر غور ضروری ہے:

امام مالکؓ : ۱۵۰ م - ۹۹۲ م / امام ابوحنیفؓ نحان بن شاہؓ : ۸۰ م - ۷۹۰ م

سفیان ثوریؓ : ۱۴۱ م - ۶۹۷ م / سفیان بن عینیؓ : ۱۰۸ م - ۷۳۰ م

امام ابویوسف، یعقوب بن ابی لیمہؓ : ۱۱۳ م - ۷۸۲ م / امام محمد بن حسن الشیعیؓ : ۱۳۱ م - ۸۹۱ م

امام شافعیؓ - محمد بن ادریسؓ : ۱۵۰ م - ۷۰۳ م

یہ بزرگان مدت، فقہ لیکن اسلامی قانون کے اساطین ہیں، استخراج قوانین اور تالیف قوانین کے لئے ان لوگوں کے سامنے یہی ذاتی مصادر اور انکی بھی عقلی ترتیب تھی، اس حقیقت کے پیش نظر اگر یہ

کہا جائے کہ اسلامی فقرہ (اسلامی قانون) کا بیشتر حصہ قرآن مجید سے ماخوذ ہے تو یہ ہرگز بے جا نہیں۔ فقہاء و علماء نے کتاب اللہ سے کس قدر قوانین و احکام کا استنباط کیا ہے، آئندہ صفحات میں اس کا صحیح اندازہ ہو گا۔

معانی القرآن میں آیات احکام کو ہم نے کتب فتنہ کی ترتیب کے مطابق مرتب کیا ہے۔ اس سلسلے میں ہم، موضوع - عنوان - سے متعلق آیت درج کر کے اس کے نیچے الفراہ کی تشریفات درج کریں گے۔ اس کے بعد اسی آیت سے متعلق دیگر فقہاء و علماء کی آراء کا ملخص فائدہ کے زیر عنوان پیش کیا جائے گا۔

## عبادات

طہارۃ : طہارۃ، وضو، غسل اور تمیم کے متعلق قرآن مجید میں، سوائے چند جزئیات کے جملہ تفصیلات موجود ہیں۔

وضو کے متعلق : سورۃ المائدۃ آیت ۶ :

تمیم کے متعلق : سورۃ النساء آیت ۶ : ۳۳ سورۃ النساء آیت ۶ : ۳۳ اور غسل کے متعلق : سورۃ النساء آیت ۶ سورۃ النساء آیت ۶ اور

سورة البقرۃ آیت ۲۲۲ : فقہاء کے اختلاف کے ساتھ موجود ہے۔

وضو : آیت کربیہ : یا ایها الذین امنوا اذ اقتمم الی الصلوۃ فاغسلو روجو حکم دایدیکم الی المرافت و امسحوا بر و سکم و ارجلکم الی الكعبین۔ (المائدۃ : ۶)

ترجمہ : مومنو اجب تم نماز پڑھنے کا قصد کیا کرو تو اپنے چہروں اور اپنے ہاتھوں کو کہیوں تک دھویا کرو اور سر پر مسح کر لیا کرو اور اپنے پاؤں کو ٹھخنوں تک۔

اس آیت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ادائے نماز سے قبل وضو کر لینا ضروری ہے۔

آیت میں ہلقہ اور منہ دھونے اور سر کے مسح کرنے کا حکم ہے۔ پاؤں دھونے یا ان پر مسح کرنے میں مسلمانوں کے دو بڑے فرقوں میں عرصہ دراز سے اختلاف چلا آ رہا ہے۔ ذیل میں اس کے متعلق الفراہ کی تشریفات پیش کی جاتی ہیں۔

الفراہ کہتے ہیں کہ "ارجلکم" کا عطف " وجود حکم " پر ہے یعنی منہ کی طرح پاؤں کا دھونا بھی ضروری ہے

- ۱ - فراد اپنی سند سے عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں "ارجحکم اگرچہ آخر میں مذکور ہے لیکن وہ مقدم ہے یعنی یہ وجود حکم پر عطف ہے۔
- ۲ - فراد اپنی سند سے حضرت علیؑ سے روایت کرتے ہیں "قرآن مجید میں مسح کا حکم ہے مگر سنت نبھی کے بوجب پاؤں کو دھونا چاہیے" اور
- ۳ - فراد اپنی سند سے شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ جبریل جملہ انبیاء اور ائمہ اخیر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر "پاؤں کے مسح" کا حکم لائے۔ معانی القرآن ص ۳۰۶ - ۳۰۳ -

آیت کریمہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قَرُبُوكُمْ بِالصَّلَاةِ وَأَنْتُمْ سَكَارَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقْولُونَ دَلَاجِنِيَا الْأَعْبَرِيِّ سَبِيلٍ حَتَّىٰ تَغْتَلُوا دَانَ كَنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدُكُمْ مِنَ الْفَاغَاطِيَّةِ وَالْمُسْتَشَارُ قَلَّمَ تَجَدُ وَمَارَ نَتَبِعُمَا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِرِجْسِكُمْ وَإِذَا يَكْمَطُونَ اللَّهُ كَانَ عَفْقًا غَفُورًا - (رسورۃ النساء: ۲۳)

ترجمہ: مونوا جب تم نشے کی حالت میں ہو تو جب تک (ان الفاظ کو) جو منہ سے کہو سمجھنے (رنہ) لگو، نماز کے پاس نہ جاؤ اور جتابت کی حالت میں بھی (نماز کے پاس نہ جاؤ) جب تک کرشل (رنہ) کرو۔ الا یہ کہ تم راستے طے کر رہے ہو۔ (اور پانی نہ ملنے کے سبب غسل نہ کر سکو تو تم کر کے (نماز پڑھ دیا کرو) اور اگر تم بیار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی بیت الحداد سے ہو کر آیا ہو یا تم عورتوں سے ہم بستر ہوئے ہو اور تمہیں پانی نہ ملنے تو پاک ٹھی سے اپنے چپروں اور انکھوں کا مسح کر کے تمیم کرو۔ بے شک خدا معاف کرنے والا (اور) سختے والا ہے۔

اس آیت سے کم و بیش ۳۸ احکام استخراج کئے گئے ہیں۔

الفراہنے اس آیت کے جن الفاظ کی تشریح کی ہے، ہم نے ان پر خط کھینچ دیا ہے۔ پہلے دو الفاظ کی تشریح ان کے متعلق عنوان کے تحت پیش کی جائے گی۔ اس مقام پر نتیمہ، کی تشریح پیش کی جاتی ہے۔

النَّيْمَ إِنْ تَقْصِدُ الصَّعِيدَ الطَّيِّبَ حِيثُ كَانَ

وَلَيْسَ النَّيْمَ إِلَّا ضرْبَةٌ لِلْوَجْهِ وَضَرْبَةٌ لِلْيَدِينَ

تیم ہے کہ آپ پاک مٹی کا قبید کریں جہاں بھی ملے۔ تیم ایک دفعہ چہرو کے لئے اور ایک دفعہ ہاتھوں کے لئے (پاک مٹی پر ہاتھ) مارنے ہے۔

ل الجنب وغیر الجنب: یہ تیم (نماز، تلاوت، سجدہ سہو کے لئے) جبی اور غیر جبی دونوں کے لئے کافی ہے۔ (معانی القرآن ص ۲۰، الجہود الاول)

فائدہ: التیم ضربات، ضربۃ للمرجہ و ضربۃ للسیدین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، اخرجہ الدارقطنی والحاکم (الدرایۃ فی تفسیر تصحیح احادیث المدایۃ ص ۳۷) امام ابوحنینؒ کا تیم کے بارے میں یہی مسلک ہے۔

ابن سیرینؒ کا خیال ہے کہ تیم ضربات نشستہ سے عبارت ہے۔ ایک دفعہ چہرو پر ہاتھ ملے، دوسری مرتبہ ہاتھوں پر اور تیسرا دفعہ کلائیوں پر۔

عطاء، مکحول، احمد، اذاعی اور ابن منذرؒ کا خیال ہے کہ تیم ضربۃ واحدہ ہے یعنی ایک ہی دفعہ مٹی پر ہاتھ رکھ کر چہرو اور ہاتھوں پر مل دے۔ (حاشیہ علی العدایۃ ص ۶۲)

الفزادہ نے امام ابوحنینؒ کی رائے اختیار کی ہے۔

صلوٰۃ: آیت مذکورہ میں، (الصلوٰۃ ..... کا لفظ۔

آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ حالت سکر میں صلوٰۃ کے قریب نہیں جانا چاہیے۔

الفزادہ نے اس کی بیوں تشریح کی ہے:

نزلت في نفر من أصحاب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، شربوا و حضروا الصلوٰۃ  
مع رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قبل تحریم الخمر فا نزل الله ولائقربوا بالصلوٰۃ مع  
رسول الله ولکن صدرها في رحالکم۔

ترجمہ: ایک مرتبہ تحریم خر سے قبل چند لوگ شراب پی کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز میں شرکیں ہوئے تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ شراب پی کر آنحضرت کے ساتھ نماز میں نہ شرکیں ہو اکریں بلکہ اپنے گھروں میں ہی نماز پڑھ لیں۔

ولا جستباً: یعنی حالتِ جنابت میں بھی نماز کے قریب مت جاؤ، جب تک کہ غسل نہ کرو۔ لیکن

"عابری سبیل" کو، اگرچہ وہ حالتِ جنابت میں ہو، اجازت ہے۔  
"عابری سبیل" سے مراد وہ مسافر ہیں جو پانی سے محروم ہوں۔

### رتضیٰ معانی القرآن، ص ۲۰۷، الحجر، الاول)

فائدہ: "لاتقر بواصلوۃ" کے متعلق دیگر علماء نے مندرجہ ذیل آراء پیش کی ہیں:

۱ - سکر اور جنابت کی حالت میں نماز نہ پڑھے۔

علیؑ، ابن عباسؓ، سعید بن جییر، حسنؑ، امام مالکؓ۔

۲ - سکر اور جنابت کی حالت میں مسجد کے قریب جانا متعین ہے۔

یہ بعض علماء کا مفہوم ہے۔

۳ - "وانتم مسکاری" جملہ علماء کااتفاق ہے کہ اس مقام پر سکر (نشہ) سے مراد سکراخیر شراب کا نشہ مراد ہے۔ ضحاکؓ کا خیال ہے کہ اس مفہوم میں نیند کا خابر بھی شامل ہے۔  
۴ - "الاعابری سبیل" اگر "الصلوۃ" (واقع در آیت مذکورہ) سے مراد نماز ہو تو اس لفظ کا مفہوم ہے مسافرین اور اگر "الصلوۃ" سے مسجد مراد ہو تو اس لفظ کا مفہوم ہو گا کسی کام کے لئے مسجد میں سے گذر کر جانے والے۔



صوم: صوم۔ روزہ بھی، صلوٹ کی طرح اسلام کا ایک رکن ہے۔ جسکی فرضیت اس آیت سے ثابت ہے:

يَا مَنِ الْذِينَ أَمْنَى الْكَعْبَ عَلَيْكُمُ الْحِيَامَ كَمَا كَتَبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لِعَلَّكُمْ تَتَقَوَّلُهُ إِيمَانًا  
معدودات۔ فَنَّتْ مَاكِنَتْ مِنْكُمْ مِنْ لِيَمًا وَعَلَى سَفَرٍ قَعْدَةً مِنْ أَيَّامٍ أُخْرَى وَعَلَى الَّذِينَ لِيَطْبِقُونَهُ  
فَنَدِيَةً طَهَارَ مَسْكِينَ وَفَنَّتْ تَلْهُوَتُ خَيْرًا نَهُو خَيْرٌ لَهُ وَإِنْ تَصُومْ مَا خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُلْتُمْ تَلْهُوَتُ  
(سورۃ البقرۃ: آیت ۱۸۲-۱۸۳)

ترجمہ: مخصوصاً تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پر نہیں کار بنو۔ روزہ میں کے (دن) لگتی کے چند روز میں، تو جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں روزہ کی تعداد پوری کرے اور جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت رکھیں (لیکن

روزہ رکھیں نہیں) تو وہ روزے کے پڑے محتاج کو لکھنا مکلا دیں۔ اور جو کوئی رضا کا لانہ نیکی کرے تو اس کے حق میں زیادہ اچھا ہے اور اگر سمجھو تو روزہ رکھنا ہمی تھمارے حق میں ہتر ہے۔

فراہ اپنی سند سے شعبی سے روایت کرتے ہیں؛ "اگر میں سال بھر روزے رکھوں تو اس روز ضرور افطار کروں لگا جس میں شکر کی وجہ سے یہ نہ معلوم ہو سکے کہ یہ دن شعبان کے مہینے سے تعلق رکھتا ہے یا رمضان کے مہینے سے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نصاریٰ پر تھبی ماہ رمضان کے روزے فرض کئے گئے تھے، بالکل ایسے ہی جیسے ہم پر فرض کئے گئے ہیں۔ مختارہ الی الفصل تو انہوں نے اسے فصل پر ڈال دیا۔ ہوا یہ کہ بسا اوقات وہ لوگ موسم گرما میں روزے رکھتے تھے تو رمضان کے دنوں کی تعداد تین آشنا کرتے تھے۔ بعد کی نسل آئی تو لوگوں نے کمال اختیاط کو ملحوظ رکھتے ہوئے ۳۶ روزے رکھنا شروع کر دیئے یعنی ایک دن رمضان سے قبل اور ایک دن رمضان کے بعد پھر ان کے بعد آنے والی نسل نے اس تعداد پر دو مزید روزوں کا اضافہ کر دیا اور اس طرح قرآن بعد قرن اضافہ ہوتا رہتی کہ روزوں کی تعداد پچاس ہو گئی۔ (تفسیر معانی القرآن ص ۱۱۱ الجبر الاول)

فائدة: وجہ شبہ کے بارے میں علماء کی مختلف آراء ہیں:

- ۱۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ وجہ شبہ نہ مات (دنوں کی تعداد) ہے۔
  - ۲۔ بعض کا خیال ہے کہ وجہ شبہ مدت (روزے کی مدت) ہے۔
  - ۳۔ بعض کا خیال ہے کہ وجہ شبہ وصف (روزہ کیسے رکھا جائے) ہے۔
  - ۴۔ بعض علماء محدث رجہ بالاتینیوں عنصر کے مجموعہ کو وجہ شبہ فراہ دیتے ہیں۔
- الفراہ نے جامع وجہ شبہ بیان کی ہے۔

اسی آیت کا حصہ "و علی الذین یطیقوْنَه فنِیۃ طعام مسکین" (کی تشریح، الفراہ کہتے ہیں کہ آیت کا یہ حصہ منسوخ ہے اور وہ ان تصویروں اخیر نکم اس کا نسخ ہے۔ (معانی القرآن ج ۱ ص ۱۱۱)) فائدہ اولیٰ: بعض علماء اسلام کو منسوخ نہیں قرار دیتے اور اس کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں "جن لوگوں کے لئے روزہ رکھنا بہت زیادہ مشکل ہو دنہا عمر سیدہ یا دامی امراض کی وجہ سے مکرر افراد) ان کو اجازت ہے کہ افطر کر لیا کریں مگر اس کے قدر میں ایک

محتاج کے کھانے کا انتظام کرنا ہو گا۔

فائدہ ثانیہ: "ایام معدودات" سے بعض علماء نے رمضان اور بعض نے ایام بیض مراد کئے ہیں۔ الفراد کے سیاقی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ رمضان مراد لینا چاہتے ہیں۔

شہر رمضان الذی انزل فیه القرآن هدی للناس دبیت من الهدی والفرقا  
فمن شهد مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلِيصُهُ وَمَنْ كَانَ مِرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعَدْدَةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخْرَى مِنْ يَدِ اللَّهِ  
بِكُمُ الْيُسْرُ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسُرُ وَلَا تَكُلُوا الْعُدْنَةَ وَلَا تَكُبُرُ وَاللَّهُ عَلَى مَا حَدَّدَ لَكُمْ وَلَا عَلَى كُمْ  
تَشْكِرُونَ - (البقرۃ: ۱۸۵)

ترجمہ: (روزوں کا مہینہ) رمضان کا مہینہ (ہے) جس میں قرآن نازل ہوا جو لوگوں کا رہنا ہے اور (جس میں) حدیث کی کھلی نشانیاں ہیں اور (جو حق دبائل کو) الگ الگ کرنے والا ہے۔ تو جو کوئی تم میں سے اس مہینے میں موجود ہو، چاہئے کہ پورے مہینے کے روزے رکھے اور جیسا کہ بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دلوں میں درکھر کران کی تعداد پوری کرے، خدا تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے اور سختی نہیں چاہتا اور ریا آسانی (حکم) اس لئے (دیا گیا ہے) کہ تم روزوں کا شمار پورا کرو اور اس نے تہیں جو پڑائی بخشی اس پر اللہ کی تمجید کرو اور تاکہ تم شکرگزار ہو جاؤ۔

اس آیت سے علماء نے نو حکام کا استخراج کیا ہے۔

الفراد نے اس آیت کے جن الفاظ کی تشریح کی ہے ان پر تم نے خط کھینچ دیا ہے۔

شہر رمضان: اس مقام پر اس لفظ کی وضاحت اور اس کے اعراب معلوم کرنا انتہائی ضروری ہے۔

۱- مرفوع - شہر رمضان - ای ولکم شہر رمضان۔

۲- منصوب - شہر رمضان - ای ان تصوموا شہر رمضان - قراءۃ الحسن۔

بعض لوگوں نے شہر کے لفظ کو کتب علیکم الصیام کی وجہ سے منصوب قرار دیا ہے۔ بہر صورت آیت کا مطلب یہ ہے کہ شہر رمضان کے روزے تم پر فرض ہیں۔

قولہ: من شہد مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلِيصُهُ - الفراد کہتے ہیں کہ یہ جملہ وعلی الذین یطبقونہ ندیۃ طعام

مسکین (حصہ آیت ۱۸۷۲ البقرۃ) کے نسخ کی دلیل ہے یعنی جو شخص بیدار یا مسافر نہ ہو اس کو روزہ رکھنا چاہئے ۔

قولہ : سید اللہ بکم الیسر۔ یعنی حالتِ سفر میں افطار کرنا ۔

قولہ : دلا میرید بکم العسر۔ یعنی حالتِ سفر میں روزہ رکھنا ۔ (تفہیم معانی القرآن ص ۱۱۱۔ الجبر۔ الاول)

فائدہ : امام مالکؓ اور امام ابوحنیفہ کامنک ہے کہ سفر میں روزہ رکھنا، افطار سے بہتر ہے ۔

امام شافعی کا خیال ہے کہ افطار بہتر ہے ۔

فائدہ ثانیہ : امام ابوحنیفہؓ کی رائے ہے کہ روزہ رکھنے سے اضافہ مرض کا اندر یہ ہو تو افطار جائز ہے۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ موت یا کسی عضو کے فوت ہو جانے کا خوف ہو تو افطار کر سکتا ہے درتہ شبیں ۔

(المحدثۃ متعلقة مقام)

### آیتِ کرمیہ :

اَحَلَّ لَكُمْ لِيَلَةَ الصِّيَامِ الرِّفْثَ إِلَى نِسَاءِكُمْ هُنَّ لِبَاسٍ لَكُمْ وَإِنْتُمْ بِإِيمَانِهِنَّ عُلُمُ اللَّهِ إِنَّمَا كُنْتُمْ تَخْتَالُونَ أَنفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ نَالَاتٌ يَا شَرُوهُنَّ وَإِنْتُمْ مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَكُلُّهُ وَأَشْرُبُوهُنَّ يَتَبَيَّنُ لَكُمُ الْحَيْطُ الْأَبِيْنُ مِنَ الْحَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتَمُوا الصِّيَامَ إِلَى الْأَيَّلِ وَلَا تَبَاشِرُوهُنَّ وَإِنْتُمْ عَاقِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ تَلْكَ حَدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرِبُوهَا كَذَلِكَ يَبْيَنُ اللَّهُ اِيَّاهُ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَقَوَّنُونَ ۔

(البقرۃ : ۱۸۷)

ترجمہ : روزوں کی راتوں میں تمہارے لئے اپنی عورتوں کے پاس جانا جائز کر دیا گیا ہے وہ تمہاری پوشش کی اور تم ان کی پوشش کا ہو۔ خدا کو معلوم ہے کہ تم (ان کے پاس جانے سے) اپنے حتی میں خیانت کرتے تھے سو اس نے تم پر مہربانی کی اور تم سے درگذر فرمایا اب تم کو اختیار ہے کہ ان سے مباشرت کرو اور خدا نے جو چیز تمہارے لئے لکھ رکھی ہے اس کو طلب کرو اور کھاؤ اور ہیئت یہاں تک کہ صبح (صادق) کی سفید و صاری (رمات کی) سیاہ دھاری سے الگ نظر آنے لگے، پھر روزہ کو رات میک پورا کرو۔ اور جب تم مسجدوں میں اعتکاف میں ہو تو ان سے مباشرت نہ کرو۔ یہ خدا کی حدیبی ہیں ان کے پاس نہ جانا۔ اسی طرح خدا اپنی آسمیں (لوگوں کے سمجھانے کے لئے) کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ

پر بیسراں گارب نہیں۔ ۵۵

فُقَهَاءَ نَّتَّ اِسْ آيَتِ سَمَّ مَعْدُودَ الْحُكْمَ كَمَا اسْتَخْرَاجَ كِيَاهُ، الْفَرَادَ نَّتَّ اِسْ آيَتِ كَمَا جَعَلَهُوْنَ سَمَّ بَحْثَ كَيَهُ بَهُ اَنْ پَرْسِمَ نَتَّ خَطَّ كِبِيْنَ دِيَاهُهُ۔

— فَالآتَ باشِرِدِمَنْ۔ يَرِخَصَتَ بَهُ جَوَ اِسْ سَمَّ قَبْلَ اَخْبِيْنَ (صَحَابَهُ كَوْ) حَاصِلَ نَزَّهَتِيْ۔

— حَقِّيْ يَتَبَيَّنُ بِكَمَدِ الْخَيْطِ الْأَبِيْنِ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ۔

ایک صاحب نے آخرت سے استفسار کیا۔ کیا اس سے مراد سفید و حاکم اور سیاه دھاگہ ہے؟  
 آپ نے فرمایا، اس سے مراد تاریکی شب اور سچیدی صبح صادق ہے۔ { معانی القرآن ۱۵ }  
 { الجزء الاقل } ▲

رج : رج فرانف اسلام میں سے ایک فریضہ ہے جس کی فرضیت مندرجہ ذیل آیت کریمہ سے ثابت ہے،

وَلَلَّهُ عَلَى النَّاسِ جُوازُ الْبَيْتِ مِنْ أَسْطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا۔ (آل عمران: ۹۷)

ترجمہ: اور لوگوں پر خدا کا حق (یعنی فرضی) ہے کہ جو اس گھستہ ک جانے کا مقدمہ در رکھے وہ اس کا حق کرے۔

احکام رج کو کجا حق سمجھنے سے قبل رج سے متعلق مندرجہ ذیل اصطلاحات کو ذہن نشین کر لینا ضروری ہے:-

احرام: رج یا اگرہ کی غرض سے غسل یا وضو کے بعد دو چادریں باندھ لینا ایک بالائی حصہ بدن کے لئے اور دوسرا بطور انار۔

میقات: اس مقام کو کہتے ہیں جہاں سے کسی حاجی یا محترم کے لئے بغیر احرام کے آگے بڑھنا جائز نہیں۔ حرم: اس کی حدود جدہ کی طرف مسجد شمس سے شروع ہوتی ہیں۔ یہ مقام مکہ سے ستائیں میل کے فاصلہ پر ہے۔ دوسرا طرف حرم کی حدود مکہ سے سارٹھی یعنی میل کے فاصلہ پر جہاں مسجد میونہ ہے ختم ہو جاتی ہیں۔ حرم سے مراد مکہ کے ارد گرد وہ خط طارض ہے جس میں شکار کرنا، خون رینی کرنا، جنگ کرنا، درخت کاٹنا اور کائنات کا کھانا منوع ہے۔

تلبییہ: بیت اللہم بیت لبیت لبیت لاشریت لک بیت ان الحمد والحمد لله لک والملک

لا شریک لک۔

عمرہ، وذی الحجه جس دن حجّاج عرفات میں ٹھہر تے ہیں۔

رمی: دسویں، لگیار ہوئی اور بارہویں ذی الحجه کو منی سے متصل ایک مقام پر کنک مارنے کو کہتے ہیں۔

طواف، کعبہ کے ارد گرد سات مرتبہ گھومنے اور دو رکعت نماز پڑھنے کو طواف کہتے ہیں۔

سمی: صفا و مروہ کے درمیان سات مرتبہ چلنے اور دوڑنے کو سمی کہا جاتا ہے۔ لیکن قرآن مجید نے اس کے شے بھی "طواف" کی اصطلاح استعمال کی ہے۔

آیت کریمہ: الحج اشهر معلومات فیہن الحج نلارفت ولا فسوق ولا جدال فی الحج دما تقدعا من خیر لعلیه اللہ و تزورو وانا خير الزاد التقوی والقروت یادی الابیب  
(البقرۃ: ۱۹)

ترجمہ: حج کے مہینے معلوم ہیں تو جو شخص ان مہینوں میں حج کی نیت کرے تو حج کے دونوں میں نہ عورتوں سے اختلاط کرنے نہ کوئی جراحت کرے اور نہ کسی سے جھکڑے۔ اور جو نیک کام تم کر دے وہ خدا کو معلوم ہو جائے گا۔ اور زادِ راہ ساتھ لے جاؤ کیونکہ بہتر (فائدہ) زادِ راہ (کا) پر ہیز گاری ہے اور اسے اہل عقل مجھ سے ڈستے رہو۔

فقیہوں نے اس آیت سے متعدد احکام کا استخراج کیا ہے۔ الفراء نے حسن الفاظ کی تشریح کی ہے  
ہم نے ان پر خط کھینچ دیا ہے۔

الحج اشهر معلومات۔ اس سے مراد ہے شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجه کے دس (دون یا اتنیں)  
نلارفت ولا فسوق ولا جدال فی الحج۔

الرفث کے معنی ہیں جامع

فسوق کے معنی ہیں سکالی گھوڑج اور

جدال کے معنی ہیں جھکڑا، زیادتی۔ (الفراء، تفسیر معانی القرآن ج ۱ الجزء الاول)

فواہد۔ حج کے مہینوں کی تعین میں فقیہوں میں فقیہوں و علماء کی درج ذیل آثار ہیں:

۱۔ شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجه مکمل۔ ابن عمر، قتادہ، طاوس، مالک۔

۲۔ شوال، ذی قعده اور ذی الحجه کے ابتدائی دس ایام - مالک، ابوحنیفہؓ۔

۳۔ شوال، ذی قعده اور ذی الحجه کی ابتدائی دس راتیں - ابن عباسؓ، شافعیؓ۔

۴۔ شوال، ذی قعده اور ذی الحجه کے ایام تشریق کے آخر تک - مالکؓ فی قول آخر۔

الفرازی نے ایسی ملنے اختیار کی ہے جو مالک و ابوحنیفہ اور شافعی و ابن عباس کی رائے کو جامیع ہے۔

**فوائد:** ولاضنو کی مندرجہ ذیل تشریحات کی گئی ہیں ۱۔

۱۔ اس سے جملہ معاصی مراد ہیں۔

۲۔ اس سے شکار کرنا مراد ہے۔

۳۔ غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا۔

۴۔ اس سے یہ مینوں پھیزیں مراد ہیں۔

**فائدة:** ولاجدال: نہ تو حج کے دنوں میں جھگڑا ہو، نہ ہی حج کے موقع پر۔

و اتّمُوا الْحَجَّ وَالعُسْرَةَ لِلّهِ نَانِ احصَرْتُمْ فَنَا اسْتِيَرْتُمْ مِنَ الْهَدِيِّ وَلَا تَخْلُقُوا رُدْسَكَمْ حَتَّىٰ  
يُبَلِّغَ الْهَدِيِّ مَحْلَهُ فَمَنْ كَانَ مُنْكَدِرًا مُرِيَّتُمْ ادْبَهَ اذْنِي مِنْ رَاسِهِ فَنَدِيَّةٌ مِنْ صَيْمٍ اوْ صَدَقَةٌ  
اوْ نَسِيْكٌ فَإِذَا أَمْتَدْتُمْ تَعْتَنِي بِالْعُسْرَةِ إِلَى الْحَجَّ فَنَا اسْتِيَرْتُمْ مِنَ الْهَدِيِّ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيمَادَ  
ثَلَاثَةَ اِيَامٍ فِي الْحَجَّ وَسِبْعَةً اِذَا رَجَعْتُمْ تَلْكَ عَشْرَةً كَامِلَةً ذَلِكَ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ اَهْلَهُ حَاضِرٍ  
الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ وَالْقَوَالِلُ وَاعْلَمُوا اَنَّ اللَّهَ بِشَدِيدِ الْعَقَابِ - (البقرة: ۱۹۴)

(ترجمہ) اور خلا (کی خوشنودی) کے لئے حج اور عمرہ کو پڑا کرو، اور اگر (رستے میں) روک لئے  
جاوے تو جیسی قربانی میسر ہو رکر دو، اور جب تک قربانی اپنے مقام پر نہ پہنچ جائے سرنہ مٹاؤ۔ اور  
اگر تم میں کوئی بیمار ہو یا اس کے سرین کسی طرح کی تکلیف ہو۔ تو اگر وہ سرینڈا لے تو اس کے بدی میں  
روزے رکھے یا صدقہ دے یا قربانی کرے۔ پھر جب تم بے خوف ہو جاؤ تو حج (تم میں) حج کے وقت تک  
عمرے سے فائدہ اٹھانا چاہے (تمستح کرنا چاہے) وہ جیسی قربانی میسر ہو کرے اور جس کو (قربانی) میسر  
نہ ہو وہ تین روزے ایام حج میں رکھے اور سات جب والپس ہو۔ یہ پردے دٹی ہوتے۔ یہ حکم اس شخص  
کے لئے ہے جس کے اہل و عیال مکتبے میں نہ رہتے ہوں۔ اور خدا سے ٹرستے رہو اور جان رکھو کر

خدا سخت عذاب دینے والا ہے۔

فہارس اس آیت سے متعدد احکام کا استخراج کیا ہے۔ الغزاد نے آیت کے جن الفاظ کی تشریع کی ہے ہم نے ان پر خط کھینچ دیا ہے۔

و اتسوا الحج و العمرۃ للہ۔ یعنی حج اور عمرہ کو ان کے پوسے ارسان کے ساتھ ادا کرو۔ اور انہام سے قبل ارادہ فسخ نہ کرو۔ (معانی القرآن ص ۱۱ الہجرۃ الاقل)

نامہ، اتموا الحجج کے علماء نے مختلف مذاہیم بیان کئے ہیں۔

۱۔ ہمروں سے (حج اور عمرہ) کا احرام باندھ کر نکلو۔ حضرت عمر، عائش، سفیان۔

۲۔ بیت اللہ تک احرام نہ کھولو (اتسوہا لی الbeit) اور راستے سے ارادہ فسخ کر کے مت لوٹ جاؤ۔ عبد اللہ بن مسعود

۳۔ عمرہ اور حج کے جدار سان، واجبات اور سنن کی باندھی کرو۔ ابو یہیم، مجاہد

۴۔ دونوں کو جمع مت کرو۔ ابن جبیر

۵۔ اشهر حج میں عمرہ کا احرام نہیں باندھنا چاہیے۔ قتاوہ

۶۔ جب حج یا عمرہ کرنا شروع کر دو تو تمیل سے پہلے اس میں خرابی پیدا نہ کرو۔ مسروقة

۷۔ وہاں جا کر تجارت وغیرہ نہ شروع کر دو۔ سفیان

الغزاد کی مختصر سی رائے ان جملہ آراء کو حادی ہے۔

آیت کریمہ:

ان الصفا و المرودة من شعائر اللہ فن حج البت او اعتس نلا جناح عليه

ان يطوف بهما ومن تطوع خيرا فان الله شاكر عليم۔ (البقرۃ: ۱۵۸)

ترجمہ: بے فک صفا اور مرودہ خدا کی نشانیوں میں سے ہیں، تو جو شخص خانہ کعبہ کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کر دنوں کا طواف کرے اور حج کوئی نیک کام کرے تو خدا تمد نہ شناس اور داتا ہے۔

"طواف" کی تشریح گذشتہ صفات میں گذر چکی ہے۔ جب خانہ کعبہ کا طواف بغرض حج یا عمرہ کیا جاتا ہے تو اس کے ساتھ ساتھ صفا اور مروہ کے درمیان بھی سعی دطوف (کی) کی جاتی ہے۔ امام شافعی اور امام مالک کے نزدیک صفا اور مروہ کا طواف رکن ہے۔ ابوحنیفہ کے نزدیک رکن نہیں

### فمن حج البتت الخ

(الفزار کہتے ہیں) مسلمانوں نے شروع شروع میں صفا اور مروہ کا طواف کرنا مناسب نہ سمجھا اس لئے کہ جا ہلیت میں ان دونوں پہاڑیوں پر دو بُت نصب تھے اور لوگ ان کا طواف کرتے تھے۔ اب مسلمانوں نے اس لئے جانا مناسب نہ سمجھا کہ اس میں بتوں کی تعظیم کا شامبہ تھا۔  
(معنی القرآن ص ۹۶ الجزء الاول)

فائدہ : لاجناح علیک ان لاقفل۔ کام کرنے کی اجازت ہے۔

اور لاجناح علیک ان لاقفل۔ کام نہ کرنے کی رخصت ہے۔

ابن العربی نے "احکام القرآن" میں اس مقام پر ایک روایت درج کی ہے:

عرودہ کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہؓ سے سوال کیا کہ آیت (مذکورہ) سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر صفا اور مروہ کا طواف نہ کیا جائے تو کچھ حرج نہیں۔ حضرت عائشہؓ نے کہا اے سنبھیجے! اگر اس کا دو مطلب ہوتا جو آپ سنبھجے تو آیت کے الفاظ یوں ہوتے: "نلا جناح علیه ان لا يطوف بهما"

### آیت کریمہ:

وَذَكْرُ اللَّهِ فِي أَيَّامِ مَعْدُودَاتٍ فِيمَنْ تَعْبُدُ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِشْرَاعٌ عَلَيْهِ وَمَنْ تَأْخِرُ فَلَا  
إِشْرَاعٌ عَلَيْهِ لِمَنِ الْقَوْيَ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْمَلُوا إِنْ كَمَ الْيَهِ تَخْشُدُنَ۔ (البقرة: ۲۰۳)

ترجمہ: اور (قیامِ منی کے) گنتی کے دنوں میں خدا کو یاد کرو۔ اگر کوئی جلدی کرے (اوہ) دو ہی دن میں (چل دے) تو اس پر بھی کچھ گناہ نہیں اور جو بعد تک مٹھرا رہے اس پر بھی کچھ گناہ نہیں۔ یہ باتیں اس شخص کے لئے ہیں جو (خدا سے) ٹرے۔ اور تم لوگ خدا سے ڈرتے رہو، اور جان رکو  
کتم سب اس کے پاس جمع کئے جاؤ گے۔

اس آیت سے فقہاء نے متعدد مسائل کا استنباط کیا ہے۔

الفراود کہتے ہیں: "ایام معدودات" سے مراد دس دن ہیں اور ایک دوسری آیت میں "ایام معلومات" کا جو لفظ ہے اس سے مراد ایام التشریق ہیں یعنی یوم النحر اور ایام التشریق کے تین دن۔

(معانی القرآن ص ۱۲۷ الجلد الاول)

فائدة: مفسرین اور فقہاء کے "ایام معدودات" اور "ایام معلومات" کی تشریح میں مختلف اقوال ہیں:-

۱- معدودات - ان میں ایام التشریق بھی شامل ہیں۔

۲- اس سے مراد صرف ایام تشریق ہیں۔ ابن عباس، عطاء ابن ابی رباح، مجاہر۔

۳- معدودات - یعنی ایام الرمی ..... امام مالک۔

۴- معلومات - سے مراد یوم النحر اور ایام التشریق کے دونوں ہیں۔

۵- معلومات - سے مراد ہے یوم عرفہ، یوم النحر اور ایام التشریق۔ ابن زید

۶- اس سے مراد ہے ایام النحر

۷- معلومات - کام طلب ہے دس دن۔ ابوحنیفہ، الشافعی، ابن عباس

۸- ایام معدودات اور ایام معلومات متعدد ہیں۔

آیت، وَاتْسُوا الْجَنْ وَالْعَصْرَ اللَّهُ كَرِيْكَ خَطْكَشِيدَ الفاظ کی تشریح

نان احمد تم: اب یہ سمجھانا مقصود ہے کہ کوئی صاحب حج یا عمرہ کے ارادہ سے گھرنے نکلیں، لیکن (خدا نہ کرے) راستے میں کوئی مانع پیش آجائے تو انھیں کیا کرنا جا ہے۔

نان احمد تم: الفراود کہتے ہیں مرض کی وجہ سے رکاوٹ پیش آجائے تو قد احمد کا لفظ بولا جاتا ہے۔ کسی دوسری قسم کی (خارجی) رکاوٹ ہو تو عربی محاورہ کے مطابق قد حصر کا لفظ

استعمال ہوتا ہے۔ لیکن با اوقات مرض کی رکاوٹ میں حصر اور خارجی رکاوٹ میں احمد کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

الہدی: اس سے مراد ہے۔ اُونٹ، گائے یا بکری۔

وقول: دمت سدیج بفضلیم شریعہ ایام فی الحج - الفرات اد کہتے ہیں جس شخص کے پاس "ہدی" نہ ہو تو وہ تین روزے رکھے، جن کا آخری دن یوم عرفت ہو پہلے دو روزے ذی الحجه کے ابتدائی دس ایام میں سے کوئی سے دو دنوں میں رکھ سکتا ہے۔ جو قیمت سات ہیں جب گھر کو لوٹ رہا ہو تو رکھنا شروع کر دے، چاہے تو گھر پر اگر رکھ لے۔ (معانی القرآن ۱۷: الحجر الاول)

**فائدہ:** ۱- "فَإِنْ أَحْصَرْتَهُمْ" یعنی جب تمہیں دشمن روک لے۔ ابن عمر، مجاہد، ابن عباس، انس اور شافعی (الحدایۃ - والطبری)

۲- "فَإِنْ أَحْصَرْتَهُمْ" کوئی ایسا عذر پیش آجائے جو بیت اللہ تک پہنچنے میں مانع ہو۔  
مجاہد - قتادہ - ابو حنیفہ۔

**فائدہ:** ممتنع (ادائے حج و عمرہ باحرام اور باحرام میں علی اختلاف الفقهاء) کے پاس ہدی نہ ہو تو اس کے لئے ضروری رواج (بے کہ دس روزے رکھے، تین تو چھ میں اور سات گھر پر اگر تین روزے جو اسے ایام حج میں رکھنا پڑتے ہیں ان کے تعین میں فقہاء کی درج ذیل آراء ہیں:-

- ۱- حج کے احرام کی حالت میں یہم عرفتہ تک ..... کوئی سے تین دن - امام مالک
- ۲- عمرہ کے احرام میں بھی روزے رکھ سکتا ہے۔ امام ابوحنیفہ - علی، ابن عباس، ابن عمر  
قتادہ - رمانخوذ از طبری والحدایۃ)

۳- ایام منی کے آخری دن تک روزے رکھ سکتا ہے۔ طبری -  
الفرات انے امام مالک اور ابوحنیفہ کی رائے کو جمع کیا ہے۔

**فائدہ:** اہلہ حاضری المسجد الحرام کی تشریع میں علماء نے مندرجہ ذیل آراء کا اظہار کیا ہے۔

- ۱- اس سے مراد اہل الحرم ہیں۔
- ۲- اس سے مراد اہل مکہ اور اہل معنافات مکہ (کذی طوی ) ہیں۔
- ۳- اہل عرفتہ - نظری

۴- جو لوگ حدود میقات کے اندر رہتے ہیں - ابوحنیفہ

۵- جو مکہ سے اتنے فاصلہ پر رہتا ہو کہ وہاں تک نماز قصر نہ کی جائے اسے "حاضری المسجد الحرام" شمار کیا جائے گا۔ شافعی

آیت کریمہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِبْدُونُكُمُ اللَّهُ بِشَفَاعَةٍ مِّنَ الصَّيْدِلَةِ أَيْدِيكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللَّهُ  
مِنْ يَخْافُهُ بِالغَيْبِ فَمَنْ اعْتَدَ لَكُمْ بَعْدَ ذَلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ - يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا قُتْلُوا  
الصَّيْدِلَةَ وَإِنْتُمْ حُرُمٌ وَمَنْ قَتَلَهُ مُتَعَذِّذًا بِجَزَاءٍ أَمْثُلَّ مَا قُتِلَ مِنَ النَّعْمَ يُحْكَمُ بِهِ ذُو  
عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَذِهِ يَا كَبُلَّةُ الْكَعْبَةِ أَوْ كَفَارَةً طَعَامٌ مُسْكِنٌ أَوْ عَدْلٌ ذَلِكَ صِيَامًا لِيُذْوَقَ وَبِالْأَمْرِ  
عَفَا اللَّهُ عَنْهُ أَعْلَمُ وَمَنْ عَادَ فَيُنَقْصُمُ اللَّهُ مِنْهُ وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذَوَ الْإِقْرَامِ - (المائدة: ۹۵، ۹۶)

ترجمہ: مومنو! اللہ تمہاری اس شکار سے آزمائش کرے گا جن کو تم ہاتھوں اور نیزوں سے پکڑتے  
ہو۔ (یعنی حالتِ احرام میں شکار کی حمافعت سے) تاکہ معلوم کرے کہ اس سے غائبانہ کون ٹرتا ہے۔  
تو جو اس کے بعد زیادتی کرے اس کے لئے دکھر دینے والا عذاب ہے۔ مومنو! جب تم احرام کی  
حالت میں ہو تو شکار نہ مارنا اور جو تم میں سے جان بوجھ کر لے مارے تو (یا تو اس کا) بدلم (دے۔  
اور وہ یہ ہے کہ) اسی طرح کا چار پایہ جسے تم میں سے دو معتبر شخص مقرر کر دیں (قریبانی کرے اور یہ قربانی) کبھی  
پہنچائی جائے یا کفارہ دے (اور وہ) مسکینوں کو کھانا اکھلانا ہے، یا اس کے برابر روندے رکھے ہو تو کہاں پہنچائی  
کام کی سڑا کام زا چکھے (اور) جو پہنچے ہو جا وہ خدا نے معاف کر دیا اور جو بھر (الیسا کام کرے گا) تو خدا اس  
سے انتقام لے گا۔ اور خدا غالب (اور) انتقام لینے والا ہے۔

علماء نے ان آیات سے متعدد احکام کا استخراج کیا ہے۔ الفراز نے اس آیت کے جن الفاظ کی تشریح  
کی ہے، ہم نے ان پر خط کھینچ دیا ہے۔

الفراز کہتے ہیں:

تنالہ ایدیکم و رما حکم سے مراد ہے، شتر مرغ کے انڈے، بچے اور دیگر جنگلی جانور۔

ججز اور مثل ما قتل من النعم یحکم بہ ذوا عدل منکم۔

مطلوب یہ ہے کہ کسی محض کو یہ یاد نہ رہے کہ وہ احرام سے ہے اور شکار مار لے تو دو

معتقد علیہ ثالث اس سے پوچھیں:

کیا اس سے قبل بھی تم نے حالتِ احرام میں شکار کیا ہے؟

اگر وہ اثبات میں جواب دے تو حکمین اس کے متعلق کوئی فیصلہ صادر نہ کریں۔ لیکن اگر

وہ اس سے قبل شکار کرنے سے انکار کرے تو اگر شکار کی قیمت بگری تک کی قیمت کے برابر ہو تو اسے حکم دیا جائے کعبہ میں جا کر اونٹ، گلائے یا بگری کی قربانی کرے۔ لیکن شکار اگر قربانی کے جائز کی مقدار یا قیمت سے چھوٹا ہو تو حرم کو چاہیئے کہ اس کی قیمت کے اندازہ کے مطابق غریب و مساکین کو کھانا کھلانے، لیکن اگر اس کا متحمل نہ ہو کہ قربانی کا جائز یا مساکین کو کھانا کھلانے، تو ہر نصف صائع کے بعدے ایک روڑہ رکھے۔

حکم پر جزا کا حکم کب لگایا جائے گا، فقیر اگر اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل آزاد ہیں:

۱۔ عمد، خطا اور نسیان ہر حالت میں شکار کی جزا اس کے ذمہ ضروری ہوگی۔

ابن عباس، عمر، عطاء الحسن، ابراہیم المخنی اور زہری۔

۲۔ خطا اور نسیان کی حالت میں اس پر جزا واجب نہیں۔ طبری، احمد بن حنبل۔

الفراہد نے دوسری رائے کو تم جیسی دی ہے۔

فائدۃ: بعض علماء کا خیال ہے کہ بار دگر شکار کرنے والے پر کوئی کفارہ نہیں۔

ابن عباس، الحسن، ابراہیم، مجاہد اور شریک کی میہنی رائے ہے۔

مگر بعض کا خیال ہے کہ دوسری مرتبہ شکار کرنے یا تیسرا مرتبہ، کفارہ دینا ہی ہوگا۔

امام مالک اور سعید بن جبیر۔

حقوق اللہ سے متعلق آیات، ان پر الفراہد اور دیگر علماء کی آراء کا سلسلہ ختم ہوا۔ آئندہ صفحات میں حقوق العباد سے متعلق آیات اور ان پر الفراہد کی ابجاث پیش کی جائیں گی۔ ان شاء اللہ۔

